خصوصی سیکشن: پاکستان میں مسابقت کی کیفیت[1]

خ س 1.1 تعارف

مسابقت، سے مراد "وہ دباؤ ہے جو بازار کے مختلف فریق حصے اور نفع کے حصول کے لیے بازار پر ڈالتے ہیں"۔[2] یہ کاروباری معیشت کی ترقی کے لیے ایک اہم ستون ہے، جو کارکردگی، اختراع اور صارفین کے لیے انتخاب کے تنوّع سے عبارت ہے۔ ایسی معیشتوں میں فرمیں اپنی لاگت کم کرنے کی حد درجہ کوششیں کرتی ہیں، اختراع کو ترجیح اور پیداواری عمل کو رکاوٹوں سے پاک کرتی ہیں تاکہ یہ سہل، معاون اور منافع بخش بن جائے۔ نظری مواد سے اس بات کے شواہد سامنے آتے ہیں کہ مصنوعہ منڈیوں میں مسابقت سے فرموں کی پیداواریت بڑھتی ہے، کاروباری مواقع میں اضافہ، پائیدار معاشی نمو کو تقویت ملتی ہے، بین الاقوامی مسابقت اور قیمتیں کم اور مستحکم ہوتی ہیں، جس سے صارفین کو فائدہ پہنچتا ہے۔ قیمتوں میں استحکام اور کمی زری پالیسی کے نکتہ نظر سے خاص طور پر اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ دنیا بھر کے مرکزی بینکوں کا اہم مقصد قیمتوں کے استحکام کو ترجیحی ہدف بنانا ہوتا ہے۔

اس دلیل کے تحت پالیسی سازوں کا اس پر اتفاق ہے کہ ریاست "سازگار ماحول" کی فراہمی کا نصب العین مزید وسیع کرے۔ بالخصوص مسابقتی پالیسی کو معاشی استحکام، انسانوں کی فلاح و بہبود میں سرمایہ کاری اور طرزِ حکمرانی کے قابل بھروسہ ڈھانچے کے ساتھ ساتھ ایسے ماحول کو اب لازمی جزو سمجھا جاتا ہے۔ اس پس منظر میں اس سیکشن کا مقصد: (i) معاشی نمو اور ترقی میں مسابقت کی اہمیت اجاگر کرنا؛ (ii) مختلف ممالک میں بہترین مسابقتی پالیسیوں کے حوالے سے بہترین روایات بیان کرنا؛ (iii) پاکستان میں مسابقت کی کیفیت بیان کرنا؛ اور (iv) ملک میں مسابقتی پالیسی کے حوالے سے ادارہ جاتی فریم ورک کا جائزہ لینا؛ (v) معیشت میں مسابقتی روایات کی شمولیت کے لیے پالیسی پر نظرثانی کی تجویز دینا ہے۔

خ س 1.2 مسابقت، مسابقتی پالیسی اور معاشی ترقی

معاشی ترقی کے لیے مسابقت نہایت ضروری ہے

منڈی میں مسابقت فرموں کو لاگت کم کرنے، متروکہ آپریشنل طریقوں میں تخفیف اور مسلسل اختراع کی ڈگر پر گامزن رہنے پر مجبور کرتی ہے، تاکہ وہ منڈی میں اپنا حصہ برقرار یا بڑھا سکیں۔ مسابقتی ماحول کاروباری رکاوٹوں میں کمی اور بیرونی سرمایہ کاری کی قدرے شفاف پالیسیوں کے ساتھ کاروباری اداروں کو ٹیکنالوجی پر مبنی مہارتیں بہتر بنانے اور علاقائی اور عالمی قدری زنجیروں کے ساتھ روابط قائم کرنے

---

[1] اپنی قیمتی آرا سے نوازنے پر مصنفین ڈاکٹر وقاص (لیڈ اکانومسٹ، اسٹیٹ بینک)، مظہر خان (سینئر اکانومسٹ، اسٹیٹ بینک) اور ڈاکٹر عمر (اکانومسٹ، اسٹیٹ بینک) کے شکر گزار ہیں۔

[2] "مسابقتی پالیسیوں اور سرکاری پالیسیوں کے درمیان ہم آہنگی کی اہمیت"، اقوام متحدہ کانفرنس برائے تجارت اور ترقی سیکریٹریٹ کا نوٹ، مئی 2011ء۔ TD/B/C.I/CLP/9

کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ مجموعی طور پر پیداواریت، اختراع اور زرمبادلہ کی بِلار کاوٹ آمدنی کی صورت میں ہونے والی پیش رفت نمو پر منتج ہوتی ہے، جو نہ صرف بھرپور بلکہ ساختی اعتبار سے متوازن اور مستحکم ہوتی ہے۔

جدول خ 1.1: مسابقتی پالیسی اصلاحات کے اثرات کے مشاہداتی نتائج[1]

پالیسی کادائرہ اور ملک	تحقیق	اصلاحات	اثر/نتائج
*یورپی یونین کے 15 ممالک	پریز بیائیلا، مارسن؛ روما، مورینو 2005ء		"مصنوعاتی منڈی میں بلند مسابقت لمبے عرصے تک مہنگائی کی اوسط شرحیں گھٹادیتی ہے"۔
**کینیڈا	آمریلاٹ، کوان اور ولکنسن، 2006ء		"مسابقت کے مثبت اثرات نہ صرف قیمتوں کی لچک پر مرتب ہوتے ہیں بلکہ اس سے قیمتیں کم کرنے میں بھی مدد ملتی ہے"۔
ایک سے دوسرے ملک میں	کی اور ہوئیکمن 2007ء	مسابقتی قانون کا تعارف؛ پابند نما حکومتی ضوابط کا خاتمہ	ملکی فرموں کی تعداد میں 7.2 فیصد اضافہ
پینل	بسی روسی اور آنے والی دیگر	مسابقتی پالیسی اظہاریے کے تحت ادارہ جاتی اور نفاذی پالیسیوں کے معیار میں اضافہ	اظہاریے کے پیمانے میں 20 فیصد اضافے کے سبب مجموعی عاملی پیداوار میں ایک فیصد کی نمو ہوئی–جو چیک ریپبلک کی جانب سے برطانیہ کی نفاذی سطح پر منتقلی کے تقریباً مساوی ہے
برطانیہ	سائمیونیڈس 2008ء	1956ء میں کارٹیل قانون کا تعارف (پابند تجارتی روایات)	قیمتوں کی مسابقت میں شدت آنے سے کارٹیل کے زیر اثر اور مسابقتی صنعتوں کے مابین کارکنوں کی پیداواری نمو میں 20 سے 20 فیصدی درجوں کے فرق کا خاتمہ
امریکہ	وارڈن 2008ء	کارٹیل کا نفاذ	2000-07ء کے درمیان مجموعی صارفی بچتیں تقریباً 1.85 ڈالر ہیں
نیدرلینڈز	پوسٹیما، گوپلسر وئیڈر، اور نرجک 2006ء	انضمامی کنٹرول	معاشرے کو سالانہ خالص فائدے کا حجم لگ بھگ 100 ملین یورو
آسٹریلیا	آسٹریلوی پیداواری کمیشن 2005ء	مسابقت مخالف علاقائی پالیسیوں کا خاتمہ؛ مسابقتی غیر جانبداری کے اصولوں کا تعارف	بجلی کی حقیقی اوسط قیمتوں میں 19 فیصد، ریل کے باربرداری کے کرایوں میں 8 سے 42 فیصد اور بندرگاہ کے چارجز میں 50 فیصد تک کمی؛ جی ڈی پی میں 2.5 فیصد اضافہ
ویت نام	کومپس ودیگر 2009ء	اراضی اور منڈی کی اصلاحات اجتماعی سرکاری ملکیت اور پیداواری حصے کے ٹھیکوں سے نجی ملکیت کی جانب اور منڈی کی	چاول کی کاشت والے علاقوں کی مجموعی عاملی پیداواریت میں بڑا اضافہ؛ چاول کی قومی سالانہ اوسط پیداوار میں 3.5 فیصد اضافہ

		حرکیات پر منحصر پیداوار اور قیمتوں پر منتقلی	
کینیا	جین اور آرگونکس-کوڈھک 1997ء	مکئی کی قیمتیں قابو میں رکھنے کا عمل ترک اور منڈی کو آزاد کرنا	10.1 ملین ڈالر کی سالانہ صارفی بچت (ملوں کی پست لاگت کے سبب)
لاؤس	آرنلڈ 2005ء	لاؤس میں ٹرکوں کے کارٹیل کی اجارہ داری کا خاتمہ اور تھائی لینڈ کے تمام ٹرکوں کو داخلے کی اجازت	بینکاک سے وینتیان کے راستے میں ترسیلی لاگت میں 30 فیصد کمی
میکسیکو	روس 2011ء	فضائی راستوں سے ترسیل کی اجازت اور سستی خدمات فراہم کنندگان کو شمولیت کا موقع دینا	فضائی سفر کے کرایوں میں 37 فیصد کمی (پست لاگتی فضائی اداروں کے روٹس پر)
مختلف ممالک کا پینل	میکو اور سریبر سکی 2004ء	فضائی ترسیل کے ضوابط کے معیار میں بہتری اور مسابقت کو فروغ دینے کی غرض سے "فضائی ترسیل کی اجازت" کے معاہدے شروع کرنا	ٹرانسپورٹ کی لاگت میں 8 سے 14 فیصد کمی
اٹلی	پیلی زاری اور پیکا 2011ء	قانونی پیشے کے لیے نچلی ترین اجرت اور تشہیری پابندی کا خاتمہ	زیادہ موئثر وکلا کا اس شعبے میں رہنے کا امکان زیادہ ہے
آسٹریلیا	ای سی 2004ء	وکلا کے بلا شرکتِ غیرے حقوق ختم کرنا	قانونی کارروائی کی عمومی لاگت میں 12 فیصد کی ممکنہ کمی
یوکرین	شیپوٹا نکلو اور واکھٹو 2012ء	شعبہ خدمات کی تجارتی پابندیوں سے آزادی	مجموعی عالمی پیداواریت میں 3.6 فیصد اضافہ
امریکہ	گوس 2005ء	دکانیں کھولنے کے اوقات کو غیر منضبط کرنا	ضوابطی بوجھ سے عاری صنعتوں میں روزگار میں 4.4 سے 6.4 فیصد اور مجموعی آمدنی میں 3.9 سے 10.7 فیصد اضافہ
برطانیہ	مہر اور وائس 2005ء	بجلی، پانی اور گیس کے شعبوں میں مسابقت	پیداواری نمو میں 10 فیصد سے زائد اضافہ

معاون ضوابط کا آغاز اور پابندیوں کا خاتمہ
اعداد و شمار کا ماخذ: *پریزیبائیلا، مارسن؛ روما، مورینو (2005ء) کیا منڈی کی مسابقت مہنگائی کم کرتی ہے؟ یورپی یونین کے ممالک اور شعبوں کے شواہد، ای سی بی ورکنگ پیپر، نمبر 453، یورپی مرکزی بینک (ای سی بی)، فرینکفرٹ، **آمریلاٹ، ڈی، کوان، سی اور ولکنسن، جی۔(2006ء)، "کینیڈین کمپنیوں کے نرخ طے کرنے کے رویے پر سروے"، ورکنگ پیپرز 35-06، بینک آف کینیڈا۔ [1] کٹسمولر، مارکوزس؛ مارٹینز لسیٹی، مارتھا۔ 2012ء۔ مسابقتی پالیسی: حوصلہ افزا فروغ پذیر منڈیاں برائے ترقی۔ نکتۂ نظر؛ نوٹ نمبر 331. واشنگٹن ڈی سی: ورلڈ بینک گروپ

جیسا کہ جدول خ 1.1 سے ظاہر ہے، مشاہداتی شواہد یہ نشاندہی کرتے ہیں کہ مسابقت کے معیشت پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ مصنوعاتی منڈی میں مسابقت مہنگائی کی پست سطح پر منتج ہوئی، ابتدائی رکاوٹوں میں کمی کے باعث کام شروع کرنے والی فرموں کی تعداد میں اضافہ ہوا، کارکنوں کی پیداواریت بڑھی، جس سے صارفین کو خاصی بچت کے مواقع ملے۔ حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ ایسے شواہد معیشت کے تمام شعبوں میں پائے گئے جیسے زراعت، صنعتیں، ٹرانسپورٹ اور خردہ شعبے۔ تاہم یہ کہنا مناسب ہو گا کہ اداروں کا انضمام، اشیاسازوں کے مسابقت مخالف گروہوں (کارٹیلز) کی نشاندہی اور انہیں قاعدے کا تابع بنانا، اور حکومتی پالیسی پر نظرثانی کی مشقیں مسابقت کے نفاذ—نا کہ محض مسابقتی پالیسیوں کی موجودگی۔ہی کی مرہون منت ہے، جس سے معاشی کارکردگی میں بہتری آتی ہے۔

اسی طرح مسابقت منڈی میں قیمتوں کو کم اور مستحکم رکھنے میں مدد دیتی ہے

معیشت میں قیمتوں کے استحکام کے حوالے سے مسابقت کی سطح بھی ایک اہم جز کے طور پر سامنے آئی ہے۔ مثلاً، Neiss (2001)، نے اقتصادی تعاون و ترقی کی تنظیم (او ای سی ڈی) کے چوبیس ممالک کی معیشتوں کا جائزہ لیا، جس میں یہ بات سامنے آئی تھی کہ مصنوعات کی مارک اپ شرحوں اور مہنگائی میں ایک مثبت تعلق موجود ہے۔[3] Cavelaars (2003) کی جانب سے ایسی ہی ایک تحقیق کا یہ نتیجہ برآمد ہوا تھا کہ زیرِ جائزہ ممالک میں مصنوعات کے مارک اپ مہنگائی کی شرحوں میں 67 فیصد تک تبدیلی کے ذمہ دار ہیں۔[4] یہ تجزیہ معیشت کے عمومی متغیرات جیسے ملک کا حجم، ترقی کی سطح، تجارتی آزادی کی سطح، مرکزی بینکوں کی خود مختاری اور متعلقہ مالیاتی اقدامات کی کارگذاری وغیرہ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کیا گیا۔ یہ امر اہم ہے کہ Przybyla اور Roma (2005)، کی تحقیق میں یہ بات

[3] نیس، کے ایس (2001ء)۔ مارک اپ اور مہنگائی: او ای سی ڈی ممالک کے شواہد۔ کینیڈین جنرل آف اکنامکس/Revue canadienne d'économique، 34(2), 570-587۔

[4] کیویلارز، پی (2002ء) کیا مسابقت کو فروغ دینے میں ابتدائی اثرات مستقل نوعیت کے ہوتے؟ ڈی این بی اسٹاف رپورٹس، (92ء)۔

سامنے آئی کہ مصنوعات میں بلند مسابقت معیشت میں مہنگائی کا دباؤ لمبے عرصے تک کم کرنے کا سبب بنتی ہے (یعنی منفی تعلق عارضی اثرات سے بڑھ کر قائم رہنے کا امکان موجود رہا) اور یہ تعلق معیشت کے مختلف شعبوں میں پایا گیا ہے۔[5]

حد درجہ مسابقتی پالیسی کا ہونا اہمیت کا حامل ہے

مسابقت از خود جنم نہیں لیتی بلکہ اس کے لیے منڈی کی تفریقوں کا سدباب کرنا پڑتا ہے۔ تب ہی ایسی مؤثر مسابقتی پالیسی کی ضرورت ہوتی ہے جو مسابقت کے لیے موزوں ہو اور منڈی کے استحصال اور اجارہ دارانہ رویوں کی بجسن وخوبی حوصلہ شکنی کرے۔ تاریخی اعتبار سے کئی ترقی یافتہ اور ابھرتی ہوئی معیشتوں میں ترقی کے مدارج کامیابی سے طے کرنے کا سہرا مسابقتی پالیسیوں اور ضوابط کے سر جاتا ہے۔

لہٰذا زیادہ سے زیادہ مسابقتی پالیسی کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے "ایسی پالیسیاں اور قوانین جو یہ یقینی بنائیں کہ منڈی میں مسابقت اس طرح محدود نہ ہو جائے کہ جس سے سماجی بہبود میں کمی ہو۔"[6] اس کی روشنی میں ہم مطلوبہ پالیسی کی جزویات طے کر سکتے ہیں۔ جس میں ترجیح یہ ہوگی کہ معاشرے میں سماجی بہبود کو تقویت دی جائے، اور اس کے لیے منڈی کے ارتباط کا فروغ، ناجائز منافع خوری پر قابو پایا جائے اور منڈی کے سودوں اور ساختوں میں شفافیت اور مساوات یقینی بنائی جائے، اکثر اوقات یہ سب ایک ساتھ ہو۔ ایسی پالیسیاں نہ ہونے کے سبب دولت چند ہاتھوں میں مرتکز ہو جائے گی اور مسابقت مخالف گروہ پیدا ہو جائیں جو منڈی کو عدم مساوات کی جانب دھکیل دیں گے، اس کے نتیجے میں مہنگائی ہوگی اور معاشرے میں فلاح عامہ کو نقصان پہنچے گا۔[7]

سہولتوں کی فراہمی کے لیے ریاستی اداروں کے اقدامات اہمیت کے حامل ہیں

مسابقت کی درج بالا تعریف سے منڈی میں سہولتی اقدامات کی گنجائش پیدا ہوتی ہے— جن سے فلاح عامہ کو تقویت ملتی ہے۔ اس ضمن میں تاریخی حوالے بکثرت موجود ہیں۔[8] یہاں یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ مسابقتی پالیسی سرکاری شعبے کے مضبوط اور مؤثر اداروں کی عدم

---

[5] پریز یبائیلا، ایم؛ روما، ایم (2005ء): کیا مصنوعاتی منڈی کی مسابقت مہنگائی گھٹاتی ہے؟ یورپی یونین کے ممالک اور شعبوں کے شواہد، ای سی بی ورکنگ پیپر، نمبر 453، یورپی مرکزی بینک (ای سی بی)۔

[6] موٹا، ایم (2004ء)۔ مسابقتی پالیسی: نظری و عملی۔ کیمبرج یونیورسٹی پریس

[7] عالمی بینک منڈیوں اور مسابقتی پالیسی جائزہ آلہ برائے 2016ء میں یہ نشاندہی ہوتی ہے کہ مسابقت مخالف گروہ پروان چڑھانے والے عوامل، نئی فرموں کی راہ میں رکاوٹ، چند فرموں کے گہرے ارتکاز، درآمدات میں رکاوٹ، ایک جیسی مصنوعات کی پیداوار، اضافی استعداد اور خریدار کی قوتِ خرید میں کمی کی وجہ بنتے ہیں۔

[8] اس امر کی دلیل بار بار دی جاتی ہے کہ مشرقِ بعید کی "کرشماتی "نمو مستقل اور بہتر سمت کے ریاستی اقدامات کی بدولت حاصل ہوئی تھی۔ معاشی انتظام اور انسانی سرمائے کو ترقی دینے والی پالیسیوں کی اصابت کے ساتھ ساتھ اس کی وجہ "کامیاب شعبے چننا" پالیسی کے تحت مخصوص صنعتی شعبوں کو براہ راست سہولت کی فراہمی کو اپنی ترجیح بنانا ہے۔ تاہم یہاں اس امر کی نشاندہی ضروری ہے کہ کامیاب شعبے چننے کی پالیسی اپنانے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ مسابقتی منڈیوں کو ترقی دینے کے عمل کو نظر انداز کیا جا رہا تھا، جس کا مغالطہ اس صورتِ حال میں ہو سکتا ہے۔ اس کے برعکس جن شعبوں کا انتخاب کیا گیا، اس میں اِن کے ماضی کی کارکردگی اور اختراع کے امکانات کو ملحوظِ خاطر رکھا گیا، اور ریاستی اقدامات کو قیمتوں کی تفریق کم کرنے اور

موجودگی میں کارگر ثابت نہیں ہوگی۔ اس کے لیے حکامِ بالا کو مہنگی اور پُرخطر تحقیق برائے ترقی میں لازمی طور پر سرمایہ کاری کرنا ہوگی؛ نجی شعبے کو طبعی، ڈیجیٹل اور شراکتی ڈھانچے کی فراہمی، انسانی سرمائے کی ترقی اور صنفی مساوات پر توجہ مرکوز کرنا؛ محفوظ اور موثر مالی اداروں تک رسائی میں بہتری؛ اور عالمی مسابقت اور ٹیکنالوجی کے لیے معیشت کو آزاد بنانا ہوگا۔ اس سے منڈی کی ساخت میں مسابقتی خصوصیات پیدا ہو جائیں گی۔

خ س 1.3 مقابلے اور مسابقت میں پاکستان کہاں کھڑا ہے؟

درج بالا متن کے تناظر میں اولاً یہ دیکھنا اہمیت کا ہے حامل ہے کہ معاشی پالیسیوں اور سرکاری اداروں کے انتظام کی روشنی میں پاکستانی معیشت اور یہاں مقابلے کے ماحول کی موجودہ ساخت کیسی ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ "بلند تحفظ اور درآمدی متبادل" 1960ء کے اوائل میں ملک کی صنعتی پالیسی کی بنیاد تھے۔[9] تحفظی پالیسی کے اس طریق کار، جو بلند ٹیرف اور نان ٹیرف رکاوٹوں، فیاضانہ مالیاتی مراعات، اور رعایتی سودی شرحوں پر بینکوں سے قرضوں کی فراہمی پر مشتمل تھا، کو ملکی کاروباری اداروں میں ذاتی فوائد کی روش پروان چڑھانے کے لیے موردِ الزام ٹھہرایا جاتا ہے۔ اگرچہ ابتدا میں تحفظ سے ملکی پیداکنندگان اور مزدوروں کو ضروری مہارتیں حاصل کرنے اور لاگت کے نقصانات سے نمٹنے میں مدد ملی تاہم 1960ء کی دہائی کے اواخر تک اس حد تک اس سہارے کی اتنی ضرورت نہیں رہی کیونکہ فرمیں درآمدات سے کامیابی سے مسابقت میں کامیاب رہیں (کمال، 1979ء)۔[10] مزید یہ کہ سولیگو اور اسٹرن (1965ء) کی تحقیق سے پتہ چلا کہ کاروباری اداروں کو ضرورت سے زیادہ تحفظ فراہم کرنے سے مارکیٹ میں بگاڑ پیدا ہوا کیونکہ اس کی وجہ سے صارفی اشیا کے شعبے میں بہت زیادہ سرمایہ کاری ہوگئی اور سرمایہ جاتی اشیا اور درمیانی اشیا کی صنعتوں میں خام سرمائے کی تشکیل کو نقصان ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ صارفی اشیا کی بیشتر صنعتوں کو فراہم کردہ تحفظ ان صنعتوں کے قدر اضافی میں ڈالے گئے حصے سے بڑھ گیا۔[11] مجموعی لحاظ سے صنعتوں کو

برآمدی نمو کی حوصلہ افزائی تک محدود رکھا گیا۔ اس کے لیے حکومت نے ابھرتی ہوئی ٹیکنالجیز، شعبہ جاتی برآمدی اہداف مقرر کرنے اور سرکاری و نجی شعبوں میں اشتراک بڑھانے کے لیے سرکاری سطح پر تحقیق میں سرمایہ کاری کی۔ اس موقع پر فرموں کے درمیان "مقابلے" کی فضا بھی پیدا کی گئی، اور انہیں برآمدی قرضوں اور زرمبادلہ کی صورت میں اجر دیا گیا۔ اس سب کی بنا پر مشرقِ بعید کی تمام آٹھوں "کرشماتی" معیشتیں (جاپان، ہانک کانگ، جنوبی کوریا، سنگاپور، تائیوان، انڈونیشیا، ملائشیا اور تھائی لینڈ) 1965ء اور 1990 کے درمیان تمام خطوں میں تیز ترین ترقی کرنے والی معیشتیں بن گئیں۔ ماخذ: برڈسال، این؛ کیمپوس، جے؛ کم، سی؛ کورڈن، ڈبلیو؛ میک ڈونلڈ، ایل (نظرثانی شدہ) (1993ء)۔ مشرق بعید کا کرشمہ: معاشی نمو اور سرکاری پالیسی۔ عالمی بینک کی پالیسی ریسرچ رپورٹ۔ آوکسفرڈ یونیورسٹی پریس۔

[9] عرفان الحق (2015ء) "بہترین روایات کے منافی نظریہ: صنعتی پالیسی کی دَردِزَہ" لاہور جنرل آف اکنامکس 20: ایس ای (ستمبر 2015ء): صفحہ نمبر 87 تا 106۔

[10] کمال، اے آر (1979ء) نوزائیدہ صنعت کی دلیل، تحفظی اقدامات اور پاکستان کی اشیاساز صنعتیں۔ The Pakistan Development Review 1–19

[11] سولیگو، آر اور جے جے اسٹرن (1965ء) ٹیرف تحفظ، درآمدی متبادل اور سرمایہ کارانہ کارکردگی۔ The Pakistan Development Review 5:2, 249–270.

فراہم کردہ تحفظ اور سبسڈی کی اوسط سطح قدر اضافی کے پانچ میں سے دو حصوں (2/5) کے لگ بھگ پایا گیا اور تجارت میں رکاوٹ بننے والی ان پالیسیوں کی وجہ سے ملکی قیمتیں عالمی مارکیٹوں کے نرخوں سے بہت مختلف ہو گئیں (لوئیس اور گوئیسنگر، 1968ء)۔[12]

پھر 1970ء کی دہائی میں صنعتی شعبے کو مکمل طور پر قومیائے جانے سے معیشت کے تقریباً ہر شعبے میں حکومت کا کردار بہت بڑھ گیا۔ اس کی بنا پر ملکی مارکیٹ میں مسابقت کی حوصلہ شکنی ہوئی۔ 1980ء کی دہائی کے آخر میں ضوابط کی بندش کے خاتمے، نجکاری اور تجارتی پالیسی اصلاحات شروع ہونے کے بعد حکومت کا بلاواسطہ کردار بڑی حد تک کم ہو گیا، درآمدی رکاوٹیں کم ہوئیں اور سرمایہ کاری کی پالیسی آزاد ہو گئی۔ تاہم اس بات کی نشاندہی اہم ہے کہ اگرچہ حکومت نے بینکاری، مواصلات اور اشیا سازی میں اپنا بلاواسطہ کردار بڑی حد تک کم کر دیا ہے لیکن اہم شعبوں جیسے ٹرانسپورٹ (ہوا بازی، ریلوے اور شاہراہیں) اور توانائی (بجلی اور قدرتی گیس کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم) پر اس کی گرفت مضبوط رہی۔

مزید یہ کہ تحفظی پالیسیاں 1990ء اور 2000ء کے عشروں میں بھی جاری رہیں، اس وقت تک صنعتوں کو جی ڈی پی کے 7 فیصد تک کی سبسڈیز کا فائدہ ہو رہا تھا (کمال، 1999ء)۔[13] خواجہ اور میاں (2004ء) کے مطابق 1996ء اور 2002ء کے درمیان سیاسی کاروباری اداروں (سیاسی کاروباری ادارے کی تعریف یہ ہے کہ اگر اس کا ڈائریکٹر انتخاب میں حصہ لے) نے دیگر فرموں کے 40 فیصد سے بھی زیادہ قرض لیا حالانکہ ان میں نادہندگی کا تناسب 50 فیصد سے زیادہ تھا۔ مزید برآں، انہوں نے تخمینہ لگایا کہ پاکستان میں ناجائز منافع خوری کا پوری معیشت کو سالانہ نقصان جی ڈی پی کے 0.3 فیصد سے 1.9 فیصد تک کے درمیان ہے۔[14] نتیجہ یہ ہے کہ صنعتی شعبے سے متعلق حکومتی پالیسی مصنوعات اور مارکیٹ کے تنوع، تکنیکی ترقی اور ترغیبات کے ذریعے فوائد کی تقسیم پر مرکوز نہیں رہی ہے (رسیا اور نذیر، 2016ء)۔[15] خلاصہ یہ ہے کہ پاکستان "آخر کار کارکردگی کی شرائط کو سبسڈیز سے منسلک کرنے میں ناکام رہا اور بڑی فرمیں طاقتور سیاسی گروہوں کے ساتھ اتحاد بنا کر ایک بار ملنے والی سبسڈیز کو از سر نو مختص کرانے سے روکنے میں کامیاب رہیں۔"[16]

---

12 لوئیس جونیئر، ایس آر اور ایس ای گوئیسنگر (1968ء) ترقی پذیر ملک میں تحفظی اقدامات کا احاطہ: پاکستان کا کیس۔ Journal of Political Economy 76:6, 1170–1198.

13 کمال، اے آر (1999ء) پاکستان کے صنعتی شعبے کی نمو کے رجحانات۔ پاکستانی معیشت کے پچاس برس۔ کراچی: اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس

14 خواجہ، اے، اور میاں، اے (2004ء)۔ بدعنوانی اور سیاستدان: ابھرتی ہوئی منڈی میں ناجائز منافع خوری۔ کیمرج، امریکہ: ہارورڈ یونیورسٹی، کینیڈی اسکول آف گورنمنٹ۔ میمو گراف دستاویز۔

15 رسیا، آر اور این نذیر (2016ء) پاکستان اور مشرق بعید کی معیشتوں کے مابین صنعت کاری کا موازنہ۔ لاہور جرنل آف اکنامکس 21:167۔

16 میک کارٹنی، ایم۔ (2014ء) صنعتی پالیسی کی سیاسی معیشت: پاکستان میں ٹیکسٹائل کی صنعت کا موازنہ۔ لاہور جرنل آف اکنامکس 19:105۔

اب جو صورت حال ہے اس میں ٹرانسپورٹ اور توانائی کے شعبوں کو چھوڑ کر جہاں حکومت کی براہ راست شمولیت بہت زیادہ ہے، اشیا سازی ایک اور شعبہ ہے جہاں سرکاری اداروں کی شمولیت بہت زیادہ ہے۔[17] مثال کے طور پر سرکاری شعبے کے اداروں نے گیس کوٹے کے اختصاص اور کھاد سازی کے یونٹس کے لیے خام مال کی قیمتوں کے تعین؛ ادویات سازی کے شعبے میں دواؤں کی قیمتوں کا تعین؛ پیٹرولیم ریفائنریوں اور آئل مارکیٹنگ کمپنیوں کے نفع کا تعین؛ چینی اور آٹے کی صنعتوں کے لیے اجناس کی قیمتِ خرید کا انتظام؛ گاڑیوں کی صنعت کو ٹیرف تحفظ کی فراہمی اپنے ہاتھ میں رکھی۔ مزید برآں نرخوں کے ذریعے محاصل بڑھانے کے پے در پے اقدامات (بشمول ریگولیٹر ڈیوٹی کا نفاذ) نے بھی درآمدات پر منحصر شعبوں، جیسے فولاد اور برقی آلات، کے لیے مشکلات پیدا کیں۔ اس کے برعکس برآمدی شعبوں کو بھی ٹیکس ریفنڈز، ڈیوٹی ڈرابیکس اور رعایتی مالکاری کی صورت میں رزِاعانت فراہم کیا گیا۔ آخر میں، کم از کم معاون قیمتیں، کھاد پر رزاعانت اور کم از کم آبیانہ چار جز سے زراعت میں موثر پیداواری روایات کو جلا نہیں ملتی۔

معیشت کے مختلف شعبوں میں مسابقتی منڈیاں ایسے بالادست ضوابطی ڈھانچے کے زیرِ سایہ پروان نہ چڑھ سکیں۔ دریں اثنا، متواتر معاشی عدم توازن، ناکافی انفراسٹرکچر اور پست ملکی بچتوں کے باعث سرمایہ کاری کی مجموعی سرگرمی اور نئے فریقوں کی آمد محدود رہی۔[18] علاوہ ازیں یہاں یہ اعتراف کرنا بھی ضروری ہے کہ جن شعبوں میں کاروباری ادارے آزادانہ کام کرتے ہیں وہاں فرموں کو سنگین نوعیت کی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو ان کی نمو کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ اس حوالے سے ایک معاملہ جو بحث کا متقاضی ہے وہ ملک میں نجی شعبے تک مالکاری کی رسائی ہے۔ 2017ء کے عالمی بینک کے گلوبل فنڈیکس ڈیٹا بیس کے مطابق پاکستان میں بینک اکاؤنٹ رکھنے والے نوجوان (15 تا 24 سال) اور اس سے زیادہ عمر (25 سال اور زائد) کے افراد کا تناسب بالترتیب صرف 15 اور 25 فیصد ہے۔ اور کاروبار کا آغاز کرنے، چلانے یا توسیع دینے کے لیے باضابطہ بینکاری ذرائع تک رسائی حاصل کرنے والے بالغ افراد میں نوجوان بالغان کا تناسب صفر اور زیادہ عمر کے بالغان کا تناسب فقط 2 فیصد تھا۔ پاکستان کی جی ڈی پی میں مجموعی بینک قرضوں کا تناسب ابھرتی ہوئی منڈی کی معیشتوں میں سے پست ترین میں شمار ہوتا ہے اور بینکوں کے قرضوں کے سب سے بڑے کلائنٹ بڑے کارپوریٹس ہیں۔ بینکوں کے قرضوں کے جزدان میں چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں (ایس ایم ایز) کا حصہ (آخر دسمبر 2019ء میں) صرف 5.4 فیصد ہے۔

---

[17] "ٹیرف کے علاوہ شعبوں کو قانون ضوابطی احکامات (ایس آر اوز) کے ذریعے تحفظ فراہم کیا جا رہا ہے۔ ایس آر اوز قانون بنی ہوئی کمرشل اور تجارتی پالیسی کا احاطہ کرتے ہیں، جس سے حکومت اور وزارتِ تجارت کو اُن شعبوں کو تحفظ فراہم کرنے کا موقع ملتا ہے، جو اِن کے ساز باز موثر انداز سے کر سکتے ہیں، اس صورت میں تجارتی پالیسی کے نفاذ پر صوابدیدی اقدامات اور غیر یقینی کے سائے منڈلانے لگتے ہیں۔ اسی طرح پاکستان برآمدی شعبے، جیسے کھیلوں کے سامان، ملبوسات اور سرجیکل آلات، تجارت بڑھانے کے خواہاں رہے ہیں، تاہم یہ ٹیرف میں اضافے کے ریاستی تحفظی اقدامات کے باعث متاثر ہوئے ہیں، اور زیادہ مہنگے درآمدی خام مال کی وجہ سے وسائل اور سرمایہ کاری ایسے غیر موثر شعبوں کو منتقل ہوئی جس کا ثمر معاشرے کو نہیں ملتا"۔ ماخذ: ڈینگ، ای ایلان گوون، پی، بلانکو آرمس، ای 2019ء۔ Pakistan at 100: Regional Connectivity. Washington, D.C.: World Bank Group.

[18] تفصیلات کے لیے، دیکھیے معیشت کی کیفیت کے موضوع پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ 19-2018ء کا باب "پاکستان میں سرمایہ کاری کی راہ میں رکاوٹ بننے والے عوامل"۔

ذاتی بچت (کمائی میں سے پس انداز کردہ رقم یا مالکان کے ذاتی فنڈ) اور غیر رسمی طریقوں پر (جو مہنگے اور غیر معتبر ہیں) ضرورت سے زیادہ انحصار ایس ایم ایز کے لیے کام کی مؤثر طور پر انجام دہی اور مسابقت کو مشکل بنادیتا ہے۔ سرمایہ کاری سرگرمیاں بھی کم رہتی ہیں کیونکہ جو معمولی رقوم دستیاب ہوتی ہیں ان سے صرف جاری سرمائے کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ مزید یہ کہ چونکہ زیادہ توجہ بقا پر رہتی ہے اس لیے مصنوعات کے تنوع، جدت کاری اور پیداواریت میں اضافے جیسے مقاصد کو ترجیح نہیں ملتی اور فرمیں اپنے موجودہ آپریشنز میں ہی پھنسی رہتی ہیں۔

ممکنہ اور موجودہ سرمایہ کاری قانونی اور ضوابطی نظام کی بھی شکایت کرتے ہیں۔ عرصے سے کاروبار شروع کرنے میں پیچیدہ دستاویزیت اور منظوری کے طریقوں سے گذرنا پڑتا ہے جہاں وفاقی، صوبائی سطح پر متعدد مراحل اور مختلف سرکاری اداروں کے درمیان رابطہ کاری کا فقدان کاروباری عمل کو تاخیر کا شکار کردیتا ہے۔[19] علاوہ ازیں قدرے معیاری عدالتی کارروائیاں ختم ہونے میں کافی وقت لیتی ہیں۔ مثال کے طور پر 2017ء کے OICCI سروے کے مطابق انٹرویو دینے والے نصف سے زیادہ سرمایہ کاروں نے کہا کہ ملک میں ایک تنازع کے تصفیے میں اوسطاً پانچ سال سے زیادہ عرصہ لگتا ہے۔ اس قسم کے مسائل نہ صرف وقت اور لاگت کے حوالے سے اہم ہیں بلکہ ان کے نتیجے میں کاروباری اداروں کے مسابقت شکن طور طریقے عرصے تک بغیر نمٹائے جاری رہتے ہیں۔

مزید یہ کہ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری سے متعلق قوانین اور پالیسیوں میں اہم عناصر واضح نہیں جیسے سرمایہ کاری سرگرمیوں کا جائز دائرہ، کن کن شعبوں میں سرمایہ کاری کی اجازت ہے اور مقامی سامان کی ضروریات وغیرہ۔ اس وجہ سے بیرونی سرمایہ کار ملکی منڈی میں داخل ہونے اور، یا اپنے آپریشنز میں توسیع کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ ملکی فرموں کو بھی نقصان ہوتا ہے کیونکہ بڑی کثیر القومی کمپنیوں کے ساتھ مشترکہ کاروبار تحقیق و ترقی کی سرگرمیوں میں اضافے، مصنوعات کے تنوع اور پیداواریت اور مسابقت میں اضافے میں اہم کردار ادا کرتے رہے ہیں۔

اس پس منظر میں منصوبہ بندی کمیشن کی جانب سے پیش کردہ نمو کے جائزے کے نتائج کا تجزیہ کارگر ہوسکتا ہے۔ کمیشن نے معاشی نمو کی راہ میں دو اہم رکاوٹوں کی نشاندہی کی: "(i) منڈی کا ناکافی فروغ، جسے مسابقت کی کمی، اس کے ساتھ ساتھ ٹیکس، ٹیرف اور پالیسی مسخ شدگی؛ نو واردوں کے لیے رکاوٹیں؛ حکومتی مداخلت؛ اور ناقص ضابطہ کاری وغیرہ سے منسوب کیا گیا؛ اور (ii) منڈیوں کو سہولت دینے اور

[19] حال ہی میں حکومت نے ملک میں کاروبار میں آسانیاں پیدا کرنے کی غرض سے جو اقدامات کیے ان میں کاروبار شروع کرنے کے عمل کو سادہ بنانے کے حوالے سے بھرپور توجہ دی۔ نتیجتاً، کاروبار میں آسانی پیدا کرنے کے سلسلے میں عالمی بینک کی درجہ بندی برائے 2020ء میں بہتری کے ساتھ پاکستان 28 ویں نمبر پر آگیا اور دس بہترین اصلاحات کرنے والے ممالک میں شامل ہوا۔

باخبر پالیسی کے ساتھ سرمایہ کاری اور موثر ضوابط، اور طبعی، انسانی اور سماجی ڈھانچوں کی ترقی کو جلا بخشنے کی غرض سے سرکاری شعبے کے موثر انتظام کی کمی"۔[20]

اس سے یہ مراد ہے کہ اتنے برس گزر جانے کے باوجود ریاستی ادارے منڈی پر مبنی معیشت کے قیام میں سہولت کار کا کردار ادا کرنے کے قابل نہ ہو سکے۔ اسے ادارہ جاتی انفراسٹرکچر، غیر تجارتی شعبوں/خدمات، تجارتی رکاوٹوں، اور کاروبار اور لاگت میں آسانی کے حوالے سے غیر موزوں نتائج سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں، مجموعی طور پر پاکستان کی معیشت میں اس کے باعث مسابقت کو نقصان کو پہنچا ہے۔

شکل خ 1.1: عالمی مسابقتی اظہاریے کی درجہ بندی برائے 2019ء

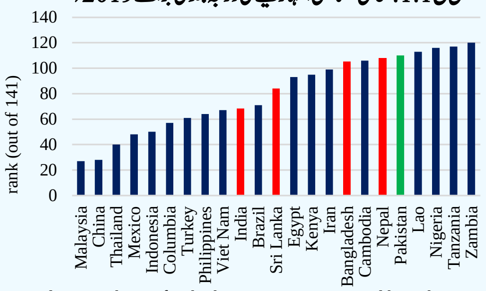

Note: lower rank signifies higher competitiveness; red bars show other South Asian economies
Data source: World Economic Forum

فی الوقت، عالمی اقتصادی فورم کے مسابقتی اظہاریے 2019ء میں پاکستان 141 میں سے 110 ویں نمبر پر آیا ہے، جو جنوبی ایشیائی اور بیشتر ترقی پذیر ملکوں کے مقابلے میں پست ترین ہے (**شکل خ 1.1**)۔ متفرق اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ سازگار ماحول، منڈیوں اور انسانی سرمائے کے حوالے سے تمام اظہاریوں میں ملکی درجہ 100 سے نیچے (141 ممالک میں سے) رہا؛ ماسوائے منڈی کے حجم (29 واں)، کاروباری تحرک (52 واں) اور اختراعی استعداد (79 واں) جیسے اظہاریوں میں (**جدول خ 1.2**)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نجی شعبے میں اپنی آپریشنل سرگرمیاں بہتر بنانے کی استعداد موجود ہے۔ تاہم معاشی، ضوابطی اور مسابقتی ماحول کے نقائص ہمارے ملک کو ہم پلہ ممالک سے مسابقتی برتری حاصل کرنے سے روک رہے ہیں۔

ہماری پالیسیاں بھی عالمی منڈی کے رجحانات کے تناظر میں ناکافی ہیں۔ بالخصوص، ٹیرف اور نان ٹیرف رکاوٹوں، بارڈر کلیئرنس کی اثر پذیری اور خدمات میں مسابقت جیسے عوامل کے حوالے سے پاکستان کی صورتِ حال اب بھی چیلنجنگ ہے (**جدول خ 1.3**)۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ دیگر ممالک کے مقابلے میں آزادانہ تجارت کی سطح پست ہے۔ اس کے نتائج کئی طرح کے ہیں۔ بین الاقوامی مرکزِ نمو (آئی جی سی) کی ایک حالیہ تحقیق[21] کے مطابق پاکستان کی بیشتر نان ٹیرف رکاوٹیں، جو خطے کے چند ممالک سے کم ہیں، زراعت، پلانٹ اور غذائی مصنوعات سے متعلقہ شعبوں میں مرتکز ہیں۔ اس تحقیق کے مطابق پاکستان کے نان ٹیرف اقدامات (این ٹی ایمز) مسابقت کاروں کو

---

[20] "حتمی رپورٹ: معاشی نمو کا فریم ورک" منصوبہ بندی کمیشن، حکومت پاکستان، 23 مئی 2011ء کو قومی اقتصادی کونسل کے اجلاس میں اسے منظور کیا گیا۔

[21] شاہ، ایس اور کیانی، یو (2014ء)، "نان ٹیرف رکاوٹیں اور خطے میں پاکستان کی تجارت"، آئی جی سی۔

جدول خ 1.2: مسابقت کے لحاظ سے جنوبی ایشیائی ممالک–اسکور (اور درجہ بندی)

	پاکستان	بھارت	سری لنکا	بنگلہ دیش	نیپال
مجموعی	**51 (110)**	**61 (68)**	**57 (84)**	**52 (105)**	**52 (108)**
سازگار حالات					
ادارے	48 (107)	57 (59)	52 (79)	46 (109)	48 (103)
انفراسٹرکچر	56 (105)	68 (70)	69 (61)	51 (114)	52 (112)
آئی سی ٹی کا اختیار کرنا	25 (131)	32 (120)	40 (107)	39 (108)	39 (109)
معاشی استحکام	69 (116)	90 (43)	68 (118)	73 (95)	74 (90)
انسانی سرمایہ					
صحت	56 (115)	61 (110)	87 (43)	72 (93)	66 (100)
مہارتیں	41 (125)	50 (107)	64 (66)	46 (117)	49 (109)
منڈیاں					
مصنوعاتی منڈیاں	45 (126)	50 (101)	43 (131)	47 (119)	43 (132)
لیبر منڈی	51 (120)	54 (103)	52 (118)	51 (121)	49 (128)
مالی نظام	55 (99)	69 (40)	57 (87)	52 (106)	66 (51)
منڈی کا حجم	71 (29)	94 (3)	58 (58)	67 (36)	48 (85)
اختراعی نظام					
کاروباری حرکیات	63 (52)	60 (69)	60 (70)	50 (121)	56 (98)
اختراعی استعداد	36 (79)	51 (36)	35 (84)	31 (105)	29 (112)

نوٹ: اسکور 100 میں سے؛ درجہ بندی 141 میں سے

اعداد و شمار: عالمی مسابقتی رپورٹ 2019ء؛ عالمی اقتصادی فورم

منڈی سے باہر نکال دیتے ہیں، اور یہ نہایت عمومی نوعیت کے ہیں، جبکہ خطے کے دوسرے ممالک اپنی ملکی منڈیوں میں مسابقت پیدا کرنے کی غرض سے این ٹی ایمز کو موئثر انداز سے استعمال کر رہے ہیں۔

پاکستان کے حوالے سے عالمی بینک کی رپورٹ برائے 2018ء میں بھی اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ ماضی میں ٹیرف کے ڈھانچے کا استعمال مخصوص صنعتوں کو تحفظ دینے اور محاصل کی پیداوار دونوں کے لیے کیا گیا۔[22] چنانچہ جن شعبوں کو تحفظ حاصل رہا وہ دوسری منڈیوں کو ہدف بنانے کی گنجائش سے مستفید نہ ہو سکے، جبکہ مہنگے درآمدی خام مال کی وجہ سے برآمدی شعبے اپنے مسابقت کاروں کا مقابلہ کرنے میں مشکلات کا شکار رہے۔ یہ تحفظی ماحول ملکی فرموں کو بین الاقوامی مسابقت (بذریعہ درآمدات) سے دور رکھنے، اور برآمدات

[22] عالمی بینک (2018ء)، "پاکستان–تجارت کے فروغ اور مسابقتی سرمایہ کاری کے ذریعے نجی شعبے کی ترقی کا حصول، واشنگٹن، ڈی سی۔

جدول خ 1.3: مصنوعاتی منڈی کے اظہاریوں میں پاکستان کی درجہ بندی (126/141)

اظہاریہ	درجہ بندی/141
ملکی مسابقت	**88**
ٹیکسوں اور زراعانت کے مسابقت پر برے اثرات	65
منڈی کی بالادستی کی حد	66
خدمات میں مسابقت	126
تجارتی آزادی	**138**
نان ٹیرف رکاوٹوں کا غلبہ	115
تجارتی ٹیرف	139
ٹیرف کی پیچیدگی	49
سرحدی کلئیرنس کی کارکردگی	128

اعداد و شمار کا ماخذ: عالمی مسابقتی رپورٹ 2019ء؛عالمی اقتصادی فورم

مخالف اور اختراع مخالف رجحانات کا سبب بنا۔ نتیجتاً، جیسے علی (2011ء) نے نشاندہی کی، متعدد صنعتوں میں اجارہ دارانہ خصوصیات نے جنم لیا، جو وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ منڈی کے مزید ارتکاز اور قیمتوں کے بلند تغیرات پر منتج ہوئیں۔[23]

حال ہی میں او ای سی ڈی اور عالمی بینک نے ترقی پذیر ملکوں میں کارٹلز سے ہونے والے معاشی نقصان پر ایک مشترکہ تحقیق کی جس میں یہ انکشاف ہوا کہ پاکستان میں برسوں تک بڑی فرموں کی اجارہ داری کی وجہ سے ، جس میں 1995ء سے 2013ء کے درمیان کارٹلز کا وجود شناخت کیا گیا، ان کا سالانہ اضافی منافع اور گراں قیمتوں پر فروخت کی سطح زیر جائزہ دیگر ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں سب سے زیادہ تھی۔[24] 2003ء اور 2011ء کے درمیان کارٹلز کی وجہ سے جی ڈی پی کے تقریباً 1.1 فیصد مالیت کی فروخت زائد قیمتوں پر ہوئی، جس کے نتیجے میں انہیں معمول کے ریٹس سے اوپر جی ڈی پی کے 0.2 فیصد کا اضافی منافع ہوا (**جدول خ 1.4**)۔ اگرچہ نفع آوری اور فروخت کے تخمینے زیادہ بڑے معلوم نہیں ہوتے لیکن مسابقت مخالف گروہوں کی موجودگی دو وجوہ کی بنا پر اہمیت کی حامل ہے: (i) مسابقت مخالف گروہ دیگر فریقوں کے مقابلے میں 20 سے 25 فیصد زائد قیمتیں وصول کرتے پائے گئے؛ اور (ii) مسابقت مخالف گروہوں کی وجہ سے پیداوار 15 فیصد کم رہی۔ مزید برآں زیادہ تر مسابقت مخالف گروہ نیم تیار شدہ مصنوعات (جیسے سیمنٹ اور خوردنی تیل) تیار کر رہے تھے، جس کے سبب ان کی غیر مؤثر کارکردگی کے اثرات معیشت کے دوسرے شعبوں پر بھی پڑے۔[25]

خ س 1.4 کاروباری مسابقت کا عالمی اور ملکی ضوابطی ماحول

ترقی پذیر ملکوں نے اپنی مقامی صنعتوں میں مسابقت کو فروغ دینے کے لیے آزادروی کی تجارتی پالیسیوں پر عمل کیا ہے۔ کسی کاروبار کے آغاز کو آسان بنانے کی خاطر انہوں نے اپنا طریقہ کار باہم منضبط کیا ہے تاکہ رکاوٹیں کم کی جائیں، عالمی قدری زنجیروں کے ساتھ اپنی فرموں کو

[23] علی، ایس او (2011ء)۔: بجلی، نفع اور مہنگائی: پاکستان میں نفع اور اثر ورسوخ کی تحقیق، ایس بی پی ریسرچ بلیٹن، 41-11 ,7۔

[24] لسیٹی، ایم، پاپ، جی، نائمن، ایس، اور بیزا گوگومز، ٹی پی (مدیران)۔ (2017ء) ایک قدم آگے: مشمولہ نمو اور سانجھی ترقی۔ واشنگن ڈی سی: عالمی بینک۔

[25] پاکستان کے معاملے میں بینکاری، سیمنٹ، گیس، پٹ سن، مرغ بانی، خوردنی تیل اور ٹیلی کام کے شعبوں میں مسابقت مخالف روایات سامنے آئی ہیں۔

مربوط کرنے میں مدد دی ہے، کاروبار کو سہولت دینے کی پالیسیاں نافذ کی ہیں تاکہ مقامی اور بین الاقوامی دونوں سرمایہ کار راغب ہوں، اور برآمدات پر بھرپور توجہ دی ہے۔

کاروباری مسابقت کے بارے میں پالیسی نافذ کرنے کا معاملہ ہو تو بیشتر ملکوں نے اینٹی ٹرسٹ / اجارہ داری کے خلاف ایکٹ متعارف کرائے اور مجاز مسابقتی ادارے قائم کر دیے۔ فروری 2020ء تک جن ملکوں اور علاقوں میں مجاز مسابقتی ادارے قائم ہیں ان کی تعداد 147 ہے۔[26] اسی طرح، ایسے اداروں کا ضوابطی دائرہ کار وقت گزرنے کے ساتھ وسیع ہو گیا ہے۔ ان اداروں کو قیمتیں مستحکم رکھنے اور کاروباری اداروں کو ملی بھگت سے روکنے کے اہداف دیے گئے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ انہیں یہ ذمہ داری بھی دی گئی ہے کہ وہ آگاہی اور مشاورت کی حکمتِ عملیوں، مارکیٹ میں نت نئے اور اختراعی خیالات کی بلا رکاوٹ تخلیق اور ابلاغ، تمام کاروباری اداروں دینے کی خاطر ترقی کے مساوی مواقع، اور مددگار اور ترغیباتی سرکاری اسکیموں کی مساوی تقسیم کو یقینی بنا کر صارفین کا اعتماد بڑھائیں۔

جدول خ1.4: مسابقت مخالف گروہ بندی کے معاشی نقصان کا تخمینہ–مختلف ممالک کا موازنہ

ملک	عرصہ تجزیہ	اوسط اضافی نفع(مجموعی - متاثرہ فروخت(جی ڈی پی کا فیصد) جی ڈی پی کا فیصد)	کا فیصد)
برازیل	1995-2005	0.21	0.89
چلی	2001-2009	0.06	0.92
کولمبیا	1997-2012	0.001	0.01
انڈونیشیا	2000-2009	0.04	0.50
کوریا	1998-2006	0.53	3.00
میکسیکو	2002-2011	0.01	0.05
پاکستان	**2003-2011**	**0.22**	**1.08**
پیرو	1995-2009	0.002	0.01
روس	2005-2013	0.05	0.24
جنوبی افریقہ	2000-2009	0.49	3.74

اعداد و شمار کا ماخذ: عالمی بینک (2017ء)

یہ مسابقتی ادارے اِن اہداف کی تکمیل کے لیے چار اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اول، وہ اپنی حدود میں اینٹی ٹرسٹ پالیسیوں کا نفاذ کرتے ہیں۔ دوم، وہ معیشت کے مختلف شعبوں کے بارے میں تفتیشی مطالعے انجام دیتے ہیں تاکہ مسابقت میں رکاوٹ ڈالنے والی سرگرمیوں کو اجاگر کیا جائے۔ سوم، وہ مسابقتی مارکیٹوں کے فوائد کے بارے میں متعلقہ فریقوں کی آگاہی بڑھانے کے لیے مشاورتی اداروں کے طور پر کام کرتے ہیں۔ اور چہارم، وہ سرکاری پالیسی کے تجزیوں کی صورت میں تکنیکی مہارت سرکاری شعبے کے اداروں کو فراہم کرتے ہیں۔ **جدول خ1.5** میں آسٹریلیا، چین، بھارت، جاپان، ملائشیا، پاکستان، سری لنکا اور ویت نام کے مسابقتی اداروں کے اہم وظائف کا ایک خاکہ دیا گیا ہے۔

[26] ماخذ: فیڈرل ٹریڈ کمیشن امریکہ۔

جدول خ 1.5: مسابقتی ایجنسیوں کے مخصوص وظائف کا موازنہ

ایجنسی	وزارت کے ماتحت	تنظیمی ڈھانچہ	سرکاری پالیسی کا جائزہ	منڈی پر تحقیق	منڈی پر غلبے کا اصول	فرموں کو دستاویزات کی فراہمی پر مجبور کرنا؟ بغیر اطلاع دوروں کا اہتمام؟ اگر ایسا ہو تو کیا وارنٹ درکار ہوگا؟
آسٹریلوی مسابقتی اور صارفی کمیشن	جی نہیں	ایک وفاقی تنظیم جس کے ملک میں دفاتر ہوں	جی ہاں	جی ہاں	دستیاب نہیں	جی ہاں /جی ہاں/جی ہاں
انسدادِ اجارہ داری کمیشن چین	جی ہاں	3 مختلف تنظیموں کے ذریعے قانون کا نفاذ ہوتا ہے	دستیاب نہیں	جی ہاں	ایک فرم: 50 فیصد؛ 2 فرمیں: 66 فیصد؛ 3 فرمیں: 75 فیصد	جی نہیں/جی ہاں/جی ہاں
بھارتی مسابقتی کمیشن	جی نہیں	ایک وفاقی ادارہ	جی ہاں	جی ہاں	دستیاب نہیں	جی ہاں /جی ہاں/جی ہاں
کمیشن برائے شفاف تجارت جاپان	جی نہیں	وفاقی ادارہ مع سیکریٹریٹ، 2 دفاتر اور کئی علاقائی دفاتر	جی ہاں	جی ہاں	50 فیصد سے زائد	مشروط /جی ہاں/جی ہاں
ملیشیائی مسابقتی کمیشن	جی نہیں	ایک وفاقی ادارہ	جی ہاں	جی ہاں	60 فیصد سے زائد	جی نہیں/جی ہاں/جی ہاں
مسابقتی کمیشن پاکستان	جی نہیں	ایک وفاقی ادارہ	دستیاب نہیں	جی ہاں	40 فیصد یکطرفہ انضمام	جی نہیں/جی ہاں/جی ہاں
صارفی امور اتھارٹی سری لنکا	جی ہاں	ایک وفاقی ادارہ	دستیاب نہیں	جی ہاں	دستیاب نہیں	جی نہیں/جی ہاں/جی ہاں
مسابقتی اور صارفی اتھارٹی ویتنام	جی ہاں	ایک وفاقی ادارہ	جی ہاں	جی ہاں	ایک فرم: 50 فیصد؛ 2 فرمیں: 66 فیصد؛ 3 فرمیں: 75 فیصد	جی نہیں/جی ہاں/جی ہاں

اعداد و شمار کا ماخذ: او ای سی ڈی (2018ء)، ایشیا - بحرالکاہل میں مسابقتی قانون: منتخب علاقوں کے بارے میں رہنمائی

پاکستان میں 1970ء میں 'اجارہ داریوں اور تحدیدی تجارتی سرگرمیوں (کنٹرول اور تحفظ) کا آرڈیننس' (ایم آر ٹی پی او) منظور کیا گیا جس کے تحت 'اجارہ داری کے کنٹرول کی اتھارٹی' (ایم سی اے) قائم کی گئی۔ مذکورہ آرڈیننس کی جگہ بعد ازاں 2007ء میں مسابقتی آرڈیننس آیا جس کے تحت مسابقتی کمیشن آف پاکستان (سی سی پی) بنایا گیا۔ اس کمیشن کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ کاروباری اور معاشی سرگرمیوں کے تمام دائروں میں آزادانہ مسابقت کو یقینی بنانے کے لیے عمل درآمد، طرف داری اور تحقیق انجام دے، اور اس کی حدود نجی اداروں کے ساتھ ساتھ سرکاری اداروں تک پھیلی ہوئی ہیں (**باکس خ 1.1**)۔ مسابقتی آرڈیننس 2007ء بعد ازاں 2010ء میں مسابقتی ایکٹ 2010ء بن گیا تھا۔

باکس خ1.1: مسابقتی کمیشن آف پاکستان کے اختیارات

مسابقتی ایکٹ 2010ء نے مسابقتی کمیشن آف پاکستان کو درج ذیل مقاصد پورے کرنے کے لیے اختیارات تفویض کیے ہیں:

برتر حیثیت کا غلط استعمال۔ ایکٹ کسی بھی کاروباری سرگرمی کے ذریعے برتر حیثیت کے غلط استعمال کی ممانعت کرتا ہے۔ وہ غلط استعمالات یہ ہو سکتے ہیں: پیداوار یا فروخت گھٹادینا، قیمت نامناسب طور پر بڑھادینا، معروضی جواز کے بغیر قیمت میں امتیاز روا رکھنا، ایسی شرائط عائد کرنا کہ اشیا یا خدمات کی فروخت دیگر اشیا یا خدمات کی خریداری سے مشروط کردی جائے، ظالمانہ قیمت رکھنا، نئے کاروبار کو داخلے سے روکنا، اشیا کی تیاری، تقسیم یا فروخت یا کسی خدمت کی فراہمی کی ذمہ داری سے انکار کرنا، اور بائیکاٹ کرنا یا الگ کرنا۔

- **ممنوعہ معاہدے۔** یہ ایکٹ ذمہ نویسوں یا تنظیموں کو اشیا کی پیداوار، رسد، تقسیم، حصول یا کنٹرول یا خدمات کی فراہمی کے سلسلے میں ایسے معاہدے کرنے یا ایسے فیصلوں سے روکتا ہے جن کا مقصد متعلقہ مارکیٹ میں مسابقت کرنے سے روکنا، محدود کرنا، کم کرنا، یا مسخ کرنا ہو یا اس پر اثرانداز ہونا ہو، ماسوائے اس کے کہ قانون کے تحت اس مارکیٹ کو استثنیٰ حاصل ہو۔ اس قسم کے معاہدوں میں مارکیٹ شیئرنگ اور کسی قسم کی قیمت مقرر کرنا، پیداوار، تقسیم یا فروخت کی مقدار مقرر کرنا، تکنیکی ترقی کو محدود کرنا شامل ہیں۔ اس کے علاوہ سازشی انداز میں ٹینڈر کرنا یا بولی لگانا اور متنوّع حالات کا اطلاق کرنا بھی شامل ہے۔
- **فریب کارانہ مارکیٹنگ۔** یہ ایکٹ فریب کارانہ مارکیٹنگ کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ اس میں غلط یا ایسی گمراہ کن معلومات کی فراہمی شامل ہے جن سے دوسروں کا کاروبار متاثر ہو سکتا ہو، کوئی ایسی اشتہاری یا ابلاغی مواد جو اشیا، خدمات یا تجارتی سرگرمیوں کی نوعیت، خواص، خصوصیات، یا جغرافیائی اصلیت کو حقیقت سے الگ ظاہر کرے، اشتہار بازی کے عمل میں اشیا کا گمراہ کن موازنہ کرے، اور کسی اور کے ٹریڈ مارک، فرم کے نام، شے کی ظاہری صورت یا پیکنگ کا دھوکہ بازی سے استعمال کرے۔
- **انضمام کی منظوری۔** یہ قانون ایسے انضمام کو ممنوع قرار دیتا ہے جس کا مقصد متعلقہ مارکیٹ میں ایک غالب حیثیت حاصل کرنا یا اسے مستحکم کر کے مسابقت کو خاصا کم کرنا ہو۔ اس ایکٹ کے تحت لازم ہے کہ مجوّزہ انضمام یا تحویل کا ایسا پیشگی نوٹس دیا جائے جو قانون میں صراحت کردہ اعلامیے کی شرائط کو پورا کرتا ہو۔ اگر سی سی پی محسوس کرے تو وہ انضمام یا تحویل کی کارروائی روک سکتا ہے، شرائط عائد کر سکتا ہے یا divestitures طلب کر سکتا ہے۔

ماخذ: مسابقتی کمیشن، ایکٹ 2010ء، مسابقتی کمیشن آف پاکستان

ایکٹ کے تحت سی سی پی کو یہ اختیارات حاصل ہیں: (i) متاثرہ اداروں کی طرف سے دائر کردہ شکایات پر یا ازخود نوٹس لیتے ہوئے کارروائی کا آغاز کرنا، (ii) مارکیٹ کی موجودہ روایات کا تجزیہ کرنے کے لیے اس شعبے سے مخصوص تحقیق انجام دینا (یا تو ازخود یہ کام کرنا، یا پھر مسابقت کی انسدادی سرگرمیوں کی شکایات پر کارروائی کرنا)، اور (iii) موجودہ اور نئے قوانین اور پالیسی ڈھانچوں کا جائزہ لینا اور انہیں 'مسابقت دوست' بنانے کے لیے مناسب سفارشات دینا۔ اگر کوئی ادارہ تعمیل نہ کر رہا ہو تو کمیشن کو اختیار ہے کہ 75 ملین روپے تک یا ملوّث اداروں کے سالانہ ٹرن اوور کے 10 فیصد تک کی رقم (اس کا انحصار نتائج پر ہوگا) بطور جرمانہ عائد کرے۔ جرمانے کے ساتھ ساتھ قید کی سزا بھی دی جاسکتی ہے۔ دریں اثنا ایکٹ میں نرمی اور رعایت کا امکان بھی رکھا گیا ہے جس کے تحت عائد کردہ جرمانے میں رعایت کی جا سکتی ہے، جس کا انحصار اس امر پر ہوگا کہ کاروباری ادارے متعلقہ شرائط کو پورا کرتے ہوں۔

سی سی پی اپنے پیش روادارے (ایم سی اے) کے کام کو آگے بڑھاتے ہوئے ایسی سرگرمیوں کو شناخت کرنے میں مستعد اور فعال ہے جو مسابقت کو روکتی، کم کرتی یا مسخ کرتی ہوں۔ سی سی پی نے 2007ء میں اپنے قیام کے بعد سے 127 فیصلے دیے ہیں (اور 26.8 ارب

روپے کے مجموعی جرمانے عائد کیے ہیں) جو فرموں کے مسابقت کش رویّے کے بارے میں تھے، کمیشن نے انضمام اور تحویل کے 288 واقعات کی منظوری دی، اور معیشت کے متعدد شعبوں پر 40 پالیسی نوٹ تحریر کیے (**جدول خ1.6**)۔

جدول خ1.6: مسابقتی کمیشن آف پاکستان کے فیصلوں اور پالیسی نوٹ کی تعداد

	فیصلوں کی تعداد	انضمام کی منظوریاں	آرا/پالیسی نوٹ کی تعداد
2008ء	7	-	-
2009ء	15	-	6
2010ء	15	-	3
2011ء	13	3	1
2012ء	10	1	4
2013ء	5	-	2
2014ء	1	-	5
2015ء	13	24	4
2016ء	7	70	4
2017ء	12	62	-
2018ء	14	74	5
2019ء	15	54	6
2008-19ء	127	288	40

ماخذ: مسابقتی کمیشن آف پاکستان

مسابقتی کمیشن آف پاکستان کے شائع کردہ پالیسی نوٹس اور تحقیقاتی رپورٹوں میں شعبے سے مخصوص جامع تجزیے اور یکساں نوعیت کے قومی اور بین الاقوامی کیسز کے ساتھ موازنہ شامل ہے جس سے یہ جاننے میں مدد ملی ہے کہ پاکستان کی معیشت کے مختلف شعبوں میں اجارہ داری کی کون کون سی سرگرمیاں پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے بعض سرگرمیاں یہ ہیں لیکن ان کے علاوہ بھی ہیں: صنعت کی تنظیموں کے ارکان کو پیداواری کوٹا تفویض کرنا/ مقرر کرنا، گٹھ جوڑ کر کے قیمتیں بڑھانا، مصنوعات یا خدمات کی فراہمی کے معاہدوں میں خریداروں کی سودے بازی کی طاقت کم کرنا، اور اشتہار بازی کی غلط/فریب کارانہ سرگرمیاں انجام دینا، وغیرہ (**جدول خ1.7**)۔

معاملہ شناخت کر لینے کے بعد کمیشن اُن کاروباری اداروں کے خلاف کیس چلاتا ہے جن پر مسابقت کش سرگرمیوں میں ملوث پائے جانے کا شبہ ہوتا ہے۔ عام طور پر اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے کہ ادارہ اُن فرموں یا تنظیموں کو اظہارِ وجوہ کے نوٹس جاری کرتا ہے، اور یا پھر انہیں خبردار کرتا ہے کہ اگر انہوں نے اپنی سرگرمیوں کی اصلاح نہ کی تو تادیبی کارروائی کی جائے گی، یا ان پر مسابقتی ایکٹ 2010ء کے تحت جرمانہ عائد کرتا ہے اور/یا قید تجویز کرتا ہے (**جدول خ1.8**)۔

تاہم یہ بات قابل ذکر ہے کہ اپنے فیصلوں پر عمل درآمد کرانے میں کمیشن کو سنگین قانونی دشواریوں کا سامنا ہے۔ نگرانی میں آنے والی کمپنیاں اکثر یہ موقف اپناتی ہیں کہ 18 ویں ترمیم صوبوں کو یہ حق دیتی ہے کہ وہ وفاقی قوانین سے خود کو مستثنیٰ کرلیں۔[27] نتیجتاً کمیشن کی طرف سے کیے گئے کسی بھی نئے اقدام کو چیلنج کیا جاتا ہے، جس کے سبب کمیشن موئثر طریقے سے کام نہیں کرپارہا۔ کمیشن کے فیصلوں کے خلاف اب تک مجموعی طور پر 311 کیس دائر کیے جاچکے ہیں جن میں سے 127 کیسوں کا تعلق کمیشن کے قوانین کی دستوری حیثیت پر سوال سے ہے۔ نتیجتاً، عائد کردہ جرمانوں کی وصولی دشوار ہوگئی ہے، کیونکہ سزایاب فریق کمیشن کے فیصلوں کے خلاف حکم امتناعی حاصل کرلیتے ہیں۔اس کااندازہ اس امر سے لگایا جاسکتاہے کہ کمیشن عائد کردہ 26.8ارب روپے کے جرمانوں میں سے 2008ء سے اب تک ایک بھی وصولی عمل میں نہیں لاسکاہے۔

خ س 1.5 پالیسی مضمرات اور مستقبل کے امکانات

متعلقہ لٹریچر کے محتاط جائزے پر مبنی گذشتہ سیکشنوں کی بحث سے واضح ہوتاہے کہ پاکستان میں مسابقتی ماحول بالعموم پیداواریت بڑھانے اور نمو کے لیے سازگار نہیں رہا۔ سرکاری شعبے کے کاروباری ادارے معیشت کے ٹرانسپورٹ اور توانائی کے شعبوں کی ایک بڑی خصوصیت بنے ہوئے ہیں، جبکہ اشیاسازی کے شعبے میں حکومتی اداروں کی بالواسطہ مداخلتیں بھی مستقل طور پر بلند رہی ہیں۔ان دونوں پیش رفتوں نے معیشت کے مارکیٹ کے ڈھانچے کو مسخ کیاہے اور کاروباری اداروں کے مابین برآمدات اور اختراعات کے خلاف تعصب کو ہوادی ہے۔ مزید برآں، ایک سرگرم مسابقتی ایجنسی (سی سی پی) کی موجودگی کے باوجود مجموعی مسابقتی پالیسی ماحول مقید ہے جس کی وجہ وہ دشواریاں ہیں جو اپنی نوعیت میں آپریشنل سے زیادہ قانونی ہیں۔ نتیجتاً، معیشت میں خلاف مسابقتی خصوصیات زیادہ پھیل گئی ہیں، یہ صورت حال بیشتر شعبوں میں عیاں ہے جیساکہ سی سی پی کی تحقیقات اور ایجنسی کے جاری کردہ شوکاز نوٹسز میں نمایاں ہے۔

یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ ترقی پذیر معیشتوں کی حکومتیں کثیر جہتی ترقیاتی اہداف حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں جو ضروری نہیں کہ ہمیشہ ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہوں۔اس بناپر پالیسی سازوں کے لیے مشکل ہوتاہے کہ اپنی ترقیاتی حکمت ہائے عملی کو غیر مطلوبہ ضمنی اثرات سے بچنے کے لیے کیے گئے احتیاطی اور اصلاحی اقدامات کے ساتھ متوازن رکھیں اور اس امر کو یقینی بنائیں کہ کم از کم طویل مدت میں ملکی منڈی میں مسابقت کا ماحول متاثر نہ ہو۔ چنانچہ تجارت اور سرمایہ کاری کے شعبوں میں مختلف پالیسیوں کی اثرانگیزی کے لیے ربط و تسلسل کا عنصر ازبس ضروری ہے۔

---

[27] مسابقتی کمیشن ایکٹ 2010ء کا سیکشن (3) 12 بیان کرتاہے کہ "کمیشن انتظامی اور عملی لحاظ سے آزاد ہوگا، اور وفاقی حکومت کمیشن کی آزادی کے فروغ، اضافے اور اس کی برقراری کے لیے اپنی بہترین کوششیں بروئے کار لائے گی"۔

جدول خ 1.7 : مسابقتی کمیشن آف پاکستان کی آرا/تیار کردہ پالیسی نوٹ

عنوان	مسابقت کے بارے میں رائے
1۔ **گاڑی سازی کے شعبے** میں مسابقت کے حوالے سے تشویش 2019ء	”... اس شعبے کے موجودہ اداروں کے پاس اس بات کا کافی وقت رہا ہے کہ اپنی اُس سرمایہ کاری پر منافع حاصل کر لیں جو قریب قریب اجارہ جاری جیسے حالات میں لگائی گئی تھی کیونکہ انہیں تحفظ حاصل تھا۔ پاکستان کی آٹو موبائل صنعت کی تباہی کا بنیادی سبب اس میں **مسابقت کی عدم موجودگی** ہے۔“
2۔ **رئیل اسٹیٹ** کے شعبے میں مسائل 2019ء	”موجودہ قانونی ڈھانچہ اس شعبے کی نگرانی رکھنے اور اس میں مناسب احتساب کا نظام لانے میں ناکام ہو چکا ہے جس کے نتیجے میں عام لوگوں کے ساتھ ساتھ کاروباری سرمایہ کاروں کی خون پسینے کی کمائی ضائع ہو جاتی ہے.... چنانچہ لازم ہے کہ حکومت اس شعبے پر فوری توجہ دے اور اسے **منظم بنانے، زیرِ ضوابط لانے اور باقاعدہ بنانے** کے لیے ضروری اقدامات کرے“
3۔ **فضائی ٹرانسپورٹ** کے شعبے میں مارکیٹ اور ضوابط کا تجزیہ 2019ء	”بطور اقتصادی ضابطہ ساز ادارے کے سی اے اے اس بات کا ذمہ دار ہے کہ سہولتوں کے نرخوں میں اجارہ داری پر نظر رکھے۔ ’برتر ذمہ دار‘ کی حیثیت سے سی اے اے ان سہولتوں کا فراہم کنندہ ہے اور وہ اپنے اخراجات پورے کرنے کے لیے چار جز مقرر کرتا ہے۔ **وظائف کے اس ارتکاز** کے نتیجے میں مفادات کے اِس تصادم کی موجودگی میں انفراسٹرکچر سروسز کے استعمال کنندگان (ایئر لائنز اور مسافر) وصول کردہ چار جز اور مہیا کی گئی سروس کے معیار کے لحاظ سے غیر محفوظ ہیں“۔
4۔ **موبائل ٹیلی مواصلات** کی مارکیٹ کا تجزیہ 2019ء	”پاکستان میں موبائل نیٹ ورک کی قدر بڑھانے کی غرض سے کلیدی چیز یہ ہے کہ مارکیٹ میں **مسابقت بڑھائی جائے** (جو کہ فرموں کے باہمی مقابلے کی سطح ہے) اور موجودہ ضوابطی رکاوٹوں کو دور کیا جائے۔“
5۔ **گندم کے آٹے کی صنعت** کے مسابقتی تجزیے کا مطالعہ 2019ء	”سرکاری اداروں (محکمہ زراعت سندھ، محکمہ زراعت پنجاب، محکمہ زراعت خیبر پختونخوا) کا **اجارہ دارانہ رویہ** نجی شعبے کی شرکت میں رکاوٹ بنتا ہے۔“
6۔ **شکر کے شعبے** میں مسابقت کے حوالے سے تشویش 2018ء	شکر کا شعبہ تمام ہی سطحوں پر **ناکار گزاریوں** سے متاثر ہے... مثالی صورت تو یہ ہے کہ صوبائی حکومتوں کو گنّے کی کم از کم قیمت مقرر نہیں کرنی چاہیے تاکہ مارکیٹ طلب و رسد کی بنیاد پر قیمت خود طے کرے۔ کم از کم قیمت صرف اُس حالت میں محدود مدت کے لیے مقرر کی جا سکتی ہے جب غذائی تحفظ کی صورت حال کو شدید خطرہ ہو۔“
7۔ **شعبہ تعمیرات** میں بعض ذمہ داریوں سے استثنیٰ 2014ء	”تعمیرات کے شعبے میں ایف ڈبلیو او، این سی ایل اور این ایل سی کو دی گئی مراعات **مارکیٹ کے حالات کو مسخ اور مسابقت کو محدود کرتی ہیں** ... ایف ڈبلیو او، این سی ایل اور این ایل سی کے زیرِ تعمیر متعدد منصوبوں کی کلائنٹ وفاقی اور صوبائی حکومتیں رہی ہیں۔ نجی کنٹریکٹرز مذکورہ ”مراعات“ کی بنا پر ان منصوبوں کے لیے مسابقت میں حصہ نہیں لے سکتے۔ یہ صورتِ حال طویل عرصہ رہنے سے نجی کنٹریکٹرز کی نمو متاثر ہو گی اور وہ بین الاقوامی مسابقت میں شریک نہیں ہو سکیں گے“۔
8۔ **کھاد کے منتخب کارخانوں** پر امتیازی جی آئی سی ڈی لیوی 2014ء	”2001ء سے پہلے کے کھاد کے کارخانوں پر جی آئی ڈی سی کی امتیازی لیوی آیا مارکیٹ کی صورتِ حال کو مسخ کرتی ہے اور اُس نے یوریا کی مارکیٹ میں **مسابقت کو محدود کر کے** صارفین کو نقصان پہنچایا ہے... یہ سفارش کی جاتی ہے کہ جی آئی ڈی سی کھاد کے تمام کارخانوں پر مساوی طور پر عائد کی جائے تاکہ یوریا مارکیٹ میں سب کے لیے مساوی مواقع پیدا ہوں۔ چنانچہ تجویز کیا جاتا ہے کہ 2001ء سے پہلے کے کھاد کے کارخانوں کے لیے فیڈ اسٹاک پر جی آئی ڈی سی کی لیوی ہٹائی جائے اور یہ کہ جی آئی ڈی سی ایکٹ کے سیکنڈ شیڈول میں ترمیم کی جائے تاکہ کھاد کے کارخانے جو فیول گیس استعمال کرتے ہیں ان پر جی آئی ڈی سی کو معقول بنایا جائے۔“
9۔ **آئی ایف ای ایم** * کا امتیازی اطلاق (رائے)۔ 2014ء	”تیل صاف کرنے کے کارخانوں کے مابین امتیاز کو ختم کرنے کے لیے اور خام اور صاف تیل کی مارکیٹوں میں **مساوی مواقع پیدا کرنے** کی خاطر یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ خام تیل کے ترسیلی اخراجات کے لحاظ سے ریفائنری کو آئی ایف ای ایم کا فائدہ پہنچایا جائے جیسا کہ اقتصادی رابطہ کمیٹی نے اجازت دی ہے۔“

10-**آئی ایف ایف سی** ** کی طرف سے Ware آلوؤں کی درآمد پر آر ڈی کا استثنیٰ (رائے) 2009ء	''پاکستان میں کام کرنے والی بین الاقوامی فاسٹ فوڈ چینز/فرنچائزز سے ware آلوؤں کی درآمد پر 25 فیصد ضوابطی ڈیوٹی ہٹانا فاسٹ فوڈ کی مقامی چینز اور ware آلوؤں کے دیگر مقامی درآمد کنندگان کے ساتھ امتیاز روا رکھنا ہے، اور انہیں مسابقت کا فائدہ نہ پہنچانے جیسا ہے... مارکیٹ میں آزاد اور صحت مند مسابقت کو یقینی بنانے کے لیے اور مارکیٹ میں موجود تمام اداروں کے لیے مساوی مواقع پیدا کرنے کی خاطر لازم ہے کہ ذمہ داریاں مساوی طور پر پوری کی جائیں۔ چنانچہ سفارش کی جاتی ہے کہ تمام درآمد کنندگان کے لیے ware آلوؤں پر یکساں ضوابطی ڈیوٹی عائد کی جانی چاہیے...''

*اِن لینڈ فریٹ اکولائزیشن مارجن، ** انٹرنیشنل فاسٹ فوڈ چینز/فرنچائزیز، ماخذ: سی سی پی ویب سائٹ

پاکستان میں بھی یہ ضروری نہیں کہ معیشت نے اپنے لیے جو تمام ترقیاتی اہداف طے کیے ہیں ان کے حصول میں مارکیٹ کا تجزیہ ہی بہترین حل ہو۔ یہ دلیل دی جاسکتی ہے کہ کچھ شعبوں/صنعتوں، جہاں مارکیٹ میں نمایاں ناکامیوں کا سامنا ہو، بشمول مثبت و منفی خارجی عوامل، سرکاری اشیا اور معلومات کا تضاد، یا وسیع تر ترقی کے ایجنڈے کے حصول کے لیے باز تقسیمی پالیسیاں، وہاں حکومتی مداخلت ناگزیر ہے۔ تاہم، ایسی مداخلتوں سے خطرہ ہوتا ہے کہ وہ معیشت میں مسابقت کے جذبے کو متاثر کریں اور حکومت کی گرفت اور مضبوط کردیں۔

اس تناظر میں پاکستانی معیشت کو اپنے ضوابطی ڈھانچے کے ضمن میں بنیادی غور وفکر کی ضرورت ہے: اسی دوران ملک میں برآمدات کی حوصلہ افزائی، سرمایہ کاریاں اور غذائی و توانائی کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے دانستہ طور پر زور دینے کی ضرورت ہوسکتی ہے، جس سے سرکاری شعبے کے اداروں کی براہِ راست مداخلتوں اور بھاری ضوابط کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ مزید برآں، اگر حکومتی مداخلت ضروری بھی ہو جائے، تو بھی ایسے پالیسی اقدامات زیادہ پائیدار اور مسابقتی نمو کی سمت کی طرف لے جانے کی رہنما کاروباری سرگرمیوں کے ابتدائی مقصد سے دور نہیں جائیں گے۔ اگر یہ طویل ہو جائیں تو، یہ خطرہ ہے کہ سرکاری شعبے کی شمولیت پر انحصار صنعت/ڈھانچے کا مستقل وصف نہ بن جائے۔ طویل مدت میں سرکاری شعبے کا کردار ساختی اصلاحات کے ذریعے مارکیٹ کی ناکامیوں کا حل اور کاروباری اداروں کو وسیع تر اداراتی معاونت کی فراہمی ہونا چاہیے۔

بالخصوص، حکام کو مسابقت اور برآمدات کی ترغیب دینے کے لیے کم سے کم اور یکساں ٹیرف اسٹرکچر کا اختیار کرکے تجارتی پالیسی کو ہموار اور منطقی بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ وقت گزرنے کے ساتھ بلند ٹیرف اور نان ٹیرف رکاوٹوں کے نتیجے میں ایک صنعتی ڈھانچہ پیدا ہوا جو برآمدات کے خلاف تعصب، غیر موثریت اور منافع خوری کو فروغ دیتا ہے۔ پاکستان کو ایک ایسا روڈ میپ تیار کرنے پر توجہ دینی ہوگی جو کاروباری اداروں کے لیے کم مداخلتی اور زیادہ سہولت بخش ہو۔

اس ضمن میں، ملک کی پہلی قومی ٹیرف پالیسی (این ٹی پی) کی منظوری ایک حوصلہ افزا پیش رفت ہے۔ اسے مکمل طور پر وزارتِ کامرس کے دائرہ کار میں رکھنے سے، یہ حکومت کی جانب سے واضح ہو جاتا ہے کہ ٹیرف کو محاصل پیدا کرنے والے اقدامات کے طور پر استعمال نہیں

جدول خ 1.8 :مسابقتی کمیشن آف پاکستان کی طرف سے جاری کردہ اظہارِ وجوہ کے نوٹس

شعبہ	فیصلہ/تبصرہ	جرمانہ/اقدام
1۔**فارما بیورو** کو جاری کردہ اظہارِ وجوہ کا نوٹس (2019ء)	''ہم دوبارہ واضح کردینا چاہتے ہیں کہ کمیشن کسی بھی مارکیٹ میں، بشمول شعبہ دواسازی کے، ہونے والی سازش اور کارخانہ داروں کے گٹھ جوڑ کی تمام اقسام کی روک تھام کے لیے مستعد ہے۔''	وارننگ جاری کی گئی
2۔ **تیل کمپنیوں کی مشاورتی کونسل** (او سی اے سی) کو جاری کردہ اظہارِ وجوہ کا نوٹس (2019ء)	''او سی اے سی فیول مارکنگ کمپنی کی تحصیل کے لیے جس طریقہ کار پر عمل کرتی ہے وہ سارے کا سارا ایکٹ (مسابقتی ایکٹ) کی دفعہ 4 کی خلاف ورزی ہے۔''	تعمیلی رویّے کے پیشِ نظر کوئی تادیبی کارروائی نہیں کی گئی
3۔**پاکستان فلور ملز ایسوسی ایشن** کو جاری کردہ اظہارِ وجوہ کا نوٹس (2018ء)	''پی ایف ایم اے موجودہ اور/یا آئندہ کی خوردہ اور چکی سے نکلنے والے آٹے (ex-mill flour) کی قیمتیں عوام، مقامی حکام اور اپنے ارکان کی اطلاع کے لیے پریس ریلیز کے ذریعے جاری کرتی رہی ہے۔ یہ سلسلہ ایکٹ کی دفعہ 4 کی خلاف ورزی ہے۔''	75 ملین روپے جرمانہ
4۔**یوٹیلٹی اسٹورز کارپوریشن آف پاکستان** کو جاری کردہ اظہارِ وجوہ کا نوٹس (2017ء)	''کمیشن مدعا علیہ کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ آئندہ ٹینڈر تیار کرتے ہوئے مسابقت کی ہدایات پیشِ نظر رکھے خواہ وہ فوری نوعیت کے ہوں یا نہ ہوں، اس کا مقصد یہ ہے کہ سب کے لیے مساوی مواقع فراہم کیے جائیں اور متعلقہ مارکیٹ میں مسابقت میں رکاوٹ نہ ڈالی جائے۔''	تعمیلی رویّے کے پیشِ نظر کوئی تادیبی کارروائی نہیں کی گئی
5۔**پاکستان پولٹری ایسوسی ایشن** کو جاری کردہ اظہارِ وجوہ کا نوٹس (2016ء)	''اس معاملے میں زیرِ غور اہم نکتہ یہ ہے کہ آیا پی پی اے نے برائلر مرغی اور مرغی کے انڈوں کے نرخوں کا بذریعہ اخبارات اشتہار دے کر ایکٹ کی دفعہ (1)4 کے اعتبار سے مسابقت کے انسداد کا فیصلہ کیا ہے۔''	100 ملین روپے جرمانہ
6۔**پاکستان انجنیئرنگ کونسل** کو جاری کردہ اظہارِ وجوہ کا نوٹس (2016)	''پی ای سی نے بیمہ کمپنیوں کے لیے 'AA' درجہ بندی کی کم از کم شرط مقرر کر کے دفعہ (1) 4 کے اعتبار سے ایک فیصلہ لیا ہے جو بادی النظر میں دفعہ (1) 4 کی خلاف ورزی ہے۔''	30 ملین روپے جرمانہ
7۔**ڈیری کمپنیوں** کو جاری کردہ اظہارِ وجوہ کا نوٹس (2015)	''اس معاملے میں اہم نکتہ یہ ہے کہ ذمہ نویس اداروں (اینگرو فوڈ لمیٹڈ، نون فوڈ لمیٹڈ، شکر گنج فوڈ پاکستان لمیٹڈ) کی جو مارکیٹنگ مہمات ڈیری مشروبات، ڈیری مائعات اور/یا ٹی وائٹنرز سے متعلق ہیں آیا وہ ایکٹ کی دفعہ 10 کے اعتبار سے فریب کارانہ اشتہار بازی کی ذیل میں آتی ہیں۔''	اینگرو فوڈز لمیٹڈ پر آخری ٹرن اوور کا 03. فیصد، اور دیگر پر 2.5 ملین روپے جرمانہ
8۔**پاکستان آٹو موبائلز مینو فیکچررز آتھرائزڈ ڈیلرز ایسوسی ایشن** کو جاری کردہ اظہارِ وجوہ کا نوٹس (2015)	''پی اے ایم اے ڈی اے کی طرف سے طے شدہ سازشی انداز کے اظہار کے پیشِ نظر، اور تین متعلقہ مارکیٹوں میں واضح خلاف ورزی کی چار مثالوں کو دیکھتے ہوئے کمیشن ڈائریکٹر پی اے ایم اے ڈی اے کو حکم دیتا ہے کہ اپنا سازشی رویّہ ختم کریں۔''	140 ملین روپے جرمانہ
9۔**انڈس موٹر کمپنی** کو جاری کردہ اظہارِ وجوہ کا نوٹس (2013)	''پی بی او (پروویژنل بکنگ آرڈر) انڈس موٹر کو خریدار کے علم میں لائے بغیر ان چیزوں میں تبدیلی کا مکمل حق دیتا ہے (i) قیمت، (ii) ڈیزائن/خصوصیات، (iii) ڈیلیوری شیڈول۔ ایسی شرائط واضح عدم توازن پیدا کرتی ہیں جس سے خریدار کے حقوق پر زد پڑتی ہے اور معاہدے کے نتیجے میں بننے والی ذمہ داریاں پوری نہیں کی جاسکتیں۔''	پی بی او میں ترمیم کی گئی
10۔**ون لنک گارنٹی لمیٹڈ اور رکن بینکوں** کو جاری کردہ اظہارِ وجوہ کا نوٹس (2011)	''یہ دیکھا گیا ہے کہ بینک اے ٹی ایم سے رقم نکلوانے پر یکساں چارج وصول کر رہے ہیں....اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی طرف سے کسی ہدایت کے بغیر، اے ٹی ایم سے رقم نکلوانے کی سہولت پر اکثر بینکوں کی جانب سے یکساں شرح سے چارج وصول کرنا بینکوں کے مابین طے شدہ سازش کا شبہ پیدا کرتا ہے۔''	ون لنک پر 150 ملین روپے جرمانہ، ہر تاسیسی رکن پر 50 ملین روپے جرمانہ، ہر غیر تاسیسی رکن پر 10 ملین روپے جرمانہ

ماخذ: مسابقتی کمیشن آف پاکستان

کیا جائے گا، تاہم یہ صنعتی ترقی کو سہولت دینے میں مددگار ہوں گے اور فرمز کے لیے بین الاقوامی منڈی میں اپنی موجودگی بڑھانے میں معاونت کریں گے۔

حکومت کو سی سی پی کی اثرانگیزی میں اضافہ کرنے کے لیے کو تمام قومی اور صوبائی مسابقتی امور پر قانونی صورت حال پر فوری طور پر نظرثانی کرنی چاہیے۔ یہ اس لیے بھی اہم ہے کہ ایک مسابقتی ادارے کو قیمتوں میں استحکام اور بڑے فریقوں کی جانب سے مارکیٹ میں بگاڑ کو روکنے کے اپنے مقصد میں کامیابی کے لیے مخالف اجارہ داری پالیسیوں کے لیے ایک معتبر نافذ کنندہ بننا بھی ضروری ہے۔ مسابقتی حکام اگر قانونی حیثیت، خود مختاری، شفافیت، مؤثریت اور ذمہ داری کے معیار پر پورا اترتے ہیں تو وہ کارگزار اور فعال سمجھے جاتے ہیں۔[28]

متعلقہ فریقوں کے مابین معلومات کے اشتراک کو بہتر بنا کر اور پالیسی فیڈ بیک کے لیے انھیں ایک پلیٹ فارم کی فراہمی کے ذریعے وکالتی طریقوں کو تقویت دینا ضروری ہے۔ مؤخر الذکر چار وجوہ کی بنا پر اہمیت کا حامل ہے۔ اول، سی سی پی کے وظائف اور مارکیٹ کے بناپڑتال طریقوں کے نقصانات سے آگاہی میں اضافہ معقولیت اور سی سی پی کی بطور ادارہ ساکھ کو بہتر بنانے پر منتج ہوگا۔ دوم، پالیسی کی وکالت کے ذرائع ممکنہ تنازعوں کے قانونی راستے کی بجائے دوستانہ حل میں اداروں اور ان کے آفیشل حکام کی مدد کریں گے۔ سوم، یہ سفارشات کی فراہمی یا (نرمی کے) معاہدات تک پہنچنے کے بعد ایجنسیوں کو فرموں کے طریق کار کی نگرانی اور جائزہ لینے کے قابل بنا کر نفاذ کو بہتر بنائے گی۔ چہارم، یہ نتائج ازاں بعد سی سی پی کی فیصلہ سازی میں معاون ہوں گے، اور اس طرح اس کی آپریشنل سرگرمیوں کی استعداد اور مؤثریت کو بہتر بنائیں گے۔

تاہم، ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے مسابقتی پالیسی علیحدگی میں کام نہیں کر سکتی۔ اس کے مقصد کا حکومت کے مجموعی کلی معاشی ایجنڈے سے ہم آہنگ ہونا ضروری ہے۔ ایک سفارش یہ ہے کہ سی سی پی کو دیگر اداروں، جیسے بی او آئی اور ایف بی آر کو ساتھ ملا کر ایک ایسی پُراثر پالیسی مرتب کرے جو نمو اور جدت کو پروان چڑھاتی اور اجارہ داری و مارکیٹ کے بگاڑ کے طریقوں کی حوصلہ شکنی کرتی ہو۔ اسی طرح، مسابقتی ضوابط صارفی تحفظ کے قوانین کے ساتھ مل سکتے/ان کی معاونت کر سکتے ہیں تاکہ استحصالی طریقوں کے خلاف صارفین کو بہتر تحفظ دے سکیں اور منڈی میں عمومی قیمت کے استحکام اور معیار کے انضباط کو یقینی بنا سکیں۔

[28] اوٹو، اے، (2015ء)۔ مارکیٹ اور مسابقتی حکام: ایجنسی کے اچھے اصول۔ او یو پی اوکسفرڈ۔